115125 ـ صحیح حدیث کو رد کرنے والے کا حکم

سوال

کیا صحیح حدیث رد کرنے والے کو کافر قرار دیا جائیگا ؟
ایك بھائی صحیح بخاری اور مسلم میں وارد شدہ بعض احادیث کو اس حجت سے رد کرتے ہیں کہ یہ احادیث قرآن کے ساتھ متصادم اور معارض ہیں، صحیح حدیث کو رد کرنے والے کا حکم کیا ہو گا، آیا اسے کافر کہا جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سنت نبویہ تشریع میں دوسرا مصدر ہے، جس طرح قرآن مجید جبریل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاتے تھے اسی طرح سنت بھی لاتے تھے، اس کا مصداق اللہ سبحانہ و تعالی کا یہ فرمان ہے:

اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے النجم (3 ـ 4).

اللہ سبحانہ و تعالی نے مومنوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام اور ان کی حدیث اور حکم کو مکمل تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے، حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سنی اور پھر اسے قبول نہ کیا بلکہ رد کر دیا تو اس میں ایمان کی رتی بھی نہیں ہے.

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تك مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تك کہ وہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں، پھر آپ جو ان میں فیصلہ کر دیں اس کے متعلق اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں النساء (65).

اسی لیے اہل علم کے مابین اس پر اتفاق ہے کہ جس نے بھی عمومی شکل میں حجیت حدیث کا انکار کیا، یا پھر اسے علم ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہے اسے جھٹلا دیا تو وہ شخص کافر ہے، اس میں ادنی سے درجہ کا اسلام اور اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت نہیں.

امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس شخص کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچے جو صحیح ہو اور پھر وہ اسے بغیر تقیہ کے رد کر دے تو وہ کافر ہے " انتہی

اور سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ آپ پر رحم کرے آپ کو یہ علم میں رکھیں کہ جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا فعلی حدیث کا انکار کیا بشرطیکہ وہ اصول میں معروف ہیں وہ کافر ہے، اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور وہ یہود و نصاری کے ساتھ یا کافروں کے دوسرے فرقوں میں جس کے ساتھ چاہے اٹھایا جائیگا " انتہی

دیکھیں: مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ (14).

اور علامہ ابن وزیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم ہوتے ہوئے حدیث کا انکار کرنا صریحا کفر ہے " انتہی

دیکھیں: العواصم والقواصم (2 / 274).

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" جو شخص سنت پر عمل سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے والا ہے " انتہی

دیکھیں: المجموعۃ الثانیۃ (3 / 194).

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" جو شخص سنت پر عمل سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے والا ہے " انتہی

دیکھیں: المجموعۃ الثانیۃ (3 / 194).

مزید آپ سوال نمبر (604) اور (13206) اور (77243) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم:

لیکن جو شخص حدیث نبوی کو اس اعتبار سے نہیں مانتا اور رد کرتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہو سکتی تو یہ پہلی قسم کی طرح نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ " تنویری " قسم کے نئے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی آراء اور توجہات کے ساتھ حدیث پر حکم لگایا ہے، اور یہ بات کوئی نئی نہیں، بلکہ اپنے سے قبل بدعتیوں کا ہی ٹولہ ہے، جن کے متعلق اہل علم نے ان کے شبہات بیان کیے ہیں.

ان اور اس طرح کے لوگوں کو ہم کہینگے:

حدیث رد کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہونے سے انکار کرنے سے قبل علمی منہج تقاضا کرتا ہے کہ اس پر غور کیا جائے ذیل میں ہم اس کی شروط پیش کرتے ہیں:

پہلی شرط:

حدیث میں جو بیان ہوا ہے اور جو قرآن میں وارد ہے اس میں مکمل تناقض ہو اور یہ تناقض کسی واضح دلالت سے ثابت ہو جو منسوخ نہ ہو، یہاں ہم پھر " مکمل تناقض " کی قید کی تاکید کرتے ہیں، یہ تناقض صرف ظاہری نہیں ہونا چاہیے جو بادی النظر میں جلدی سے ذہن میں آئے.

امید ہے جو لوگ انکار حدیث کا سوچتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ اس قید میں متفق ہونگے؛ کیونکہ اکثر لوگوں کے ذہن میں آنے والے ظاہری تعارض کی کوئی حقیقت نہیں، بلکہ یہ تو اعتراض کرنے والے کے ذہن میں قائم ہوا ہے، اس کا جواب تامل اور غور کرنے اور لغت کی وجوہات تلاش کرنے اور اس کا اصول شریعت اور اس کے مقاصد کی موافقت کے ساتھ جواب دیا جا سکتا ہے.

جو کوئی بھی علامہ ابن قتیبہ الدینوری کی کتاب " مختلف الحدیث " پر غور اور تامل کرے وہ اس بے تکی کی قدر معلوم کر سکتا ہے جو ان منکرین حدیث نے بےتکی ماری ہیں کہ یہ قرآن کے موافق نہیں، یا پھر عقل اس کی تصدیق نہیں کرتی.

پھر جب ابن قتیبہ اس کتاب میں ان احادیث کی علماء کرام سے صحیح شرح بیان کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس کی صحیح وجہ بھی ہے جو شریعت کے موافق ہے، اور قرآن کے تعارض والا تو صرف ایك فاسد قسم کا وہم ہی ہے.

ہم ان اور ان جیسے سنت کو رد کرنے کی جرات کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر طعن کرنے والوں سے بغیر کسی علمی منہج، یا مقبول تنقیدی اصول، اور بغیر کسی علمی اصول کے فیصلے جس کی یہ بات اور بحث کرتے ہیں سے سوال کرتے ہیں:

کیا آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ناقد کو یقین ہو کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں سے نہیں اور یہ ممکن ہو کہ وہ مکمل طور پر قرآن کے ساتھ تعارض و تناقض رکھے، اس کے باوجود ہم دیکھیں کہ صحابہ کرام کے دور سے لیکر آج تك علماء اسلام اس حدیث کو قبول اور اس کی شرح اور تفسیر اور اس سے استدلال اور اس پر عمل کرنے پر متفق ہوں ؟!

کیا عقل سلیم - جس کو یہ حاکم تسلیم کرتے ہیں - یہی فیصلہ نہیں کرتی کہ اہل تخصص کے کسی امر پر فیصلے کا احترام کیا جائے جو اپنے فن اور تخصص میں ماہر ہوں ؟!

کیا کوئی شخص مثلا کے طور فیزیا یا کیماء یا ریاضی یا علوم تربیہ یا اقتصادی علوم کے ماہرین کو غلط کہنے کی جرات کرتا ہے جب وہ کسی ایك معاملہ پر سب متفق ہوں، خاص کر جب اس علم کے متخصصین میں سے کوئی شخص بھی ان پر اعتراض کرنے والا نہ پایا جائے، بلکہ انتہائی طور پر یہی ہو گا کہ بعض نے اس کے متعلق کچھ کالم یا کوئی کتاب پڑھ لی جو علم کو بیان کرتی ہو یا پھر سب لوگوں کے علم کے لیے، کیا کوئی ایسی جرات کر سکتا ہے ؟!

دوسری شرط:

اسناد میں ضعف کا پایا جانا جو متن میں وارد خطا کی متحمل ہو:

اور ہمارا خیال بھی - یہی - ہے کہ یہ شرط منہجی اور صحیح ہے، علمی نقد کے اصول کو تھوڑا سا بھی سمجھنے والے شخص کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے، اور وہ یہ کہ متن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہونے سے انکار کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ سند میں ضعف کا پایا جانا ہی ہمیں یہ وہم دلاتا ہے کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں سے ہے، حالانکہ یہ - بالفعل - ایسا نہیں.

امام شافعی رحمہ اللہ کون امام شافعی جو کہ علم و ایمان میں ایك اونچا مرتبہ رکھتے ہیں، جنہوں نے علم اصول فقہ میں پہلی کتاب تصنیف کی ان کا کہنا ہے:

" جب حدیث کو ثقات راوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کریں تو یہ اس کا ثبوت ہے "

دیکھیں: کتاب الام کے ضمن میں اختلاف الحدیث (10 / 107).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

" صدق اور کذب حدیث کا استدلال مخبر یعنی خبر دینے والے کے صدق پر ہوتا ہے، مگر قلیل سی خاص حدیث میں "

ديكهيں: الرسالة فقرة (1099).

اور ان كا يہ بھى كہنا ہے:

" مسلمان عدول ہيں: وہ اپنے آپ ميں عدول اور صحيح الامر ہيں.... اور ان كا اپنے متعلق خبر دينے اور ان كا نام صحيح سلامتى پر ہے، حتى كہ ہم ان كے فعل اس كا استدلال كريں جو اس كى مخالفت كرتا ہو، تو ہم اس خاص خيال كريں جس ميں ان كے فعل نے اس كى مخالفت كى ہے جو ان پر واجب ہوتا تھا "

ديكهيں: الرسالة فقرة (1029 ـ 1030) اور كتاب الام (8 / 518 ـ 519).

امام شافعى رحمہ اللہ اس موضوع كے متعلق كچھ علمى اصول بيان جو كہ ان كي مختلف كتب ميں بہت زيادہ بيان ہے كے بعد ہمارے ليے اپنا فيصلہ ذكر كرتے ہيں جس ميں كچھ ہم نے يہاں نقل كيا وہ فردى اجتہاد يا ان كا شخصى مذہب نہيں، بلكہ وہ ايسا اصول ہے جس پر اس سے قبل اہل علم بھى متفق اور جمع ہيں امام شافعى كہتے ہيں:

" ميں نے اپنى اس كتاب كے شروع ميں جو لكھا ہے اس كا عام معنى كتاب و سنت كا علم ركھنے والے، اور مختلف لوگوں اور قياس اور معقول كا علم ركھنے والے متقدم علماء ميں سے كئى ايك كے سامنے بيان كيا تو ان ميں سے كسى ايك نے بھى كسى ايك كى مخالفت نہ كى، اور ان كا كہنا تھا:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے صحابہ كرام، اور تابعين عظام اور تبع تابعين كا مذہب يہى ہے، اور ہمارا مذہب بھى يہى ہے؛ اس ليے جو بھى اس مذہب كو چھوڑے گا ہمارے نزديك وہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے صحابہ كرام اور ان كے بعد آج تك كے اہل علم كى راہ چھوڑ رہا ہے، اور وہ جاہل لوگوں ميں شامل ہوتا ہے.

ان سب كا كہنا تھا: اس راہ كى مخالفت كرنے والے كو ہمارى رائے ميں سب اہل علم كے اجماع ميں جاہل قرار ديا گيا ہے الخ... "!!

ديكهيں: اختلاف الحديث ـ كتاب الام ـ (10 / 21) اور اسى طرح كى كلام آپ الرسالة فقرة (1236- 1239) ميں ديكھ سكتے ہيں.

اس ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى طرف منسوب حديث كو رد كرنے والے شخص پر سب سے پہلے يہ واجب اور ضرورى ہے كہ وہ يہ تلاش كرے اور بيان كرے كہ اس كو بيان كرنے والے راويوں ميں سے كون ہے جس نے نقل كرنے ميں غلطى كى ہے، اور اگر رد كرنے والے كو سند ميں كوئى ايسا سبب نہ ملے جو اس حديث كے انكار ميں مقبول سبب بن سكتا ہو تو يہ اس كے منہج كى غلطى كى علامت ہے، اور پھر يہ اس كى بھى علامت ہے كہ اسے حديث اور قرآن كى فہم اور مقاصد شرعيۃ كى فہم كا مراجعہ كرنے كى ضرورت ہے.

اور پھر جب کوئی حدیث زمین پر موجود سب سے صحیح ترین سند کے ساتھ موجود ہو، بلکہ وہ حدیث بہت سارے طرق سے مروی ہوں ۔ جیسا کہ اکثر وہ احادیث جنہیں تنویری رد کرتے ہیں ۔ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہوں انہیں رد کرنا کیسا ہو گا؟!

تیسری شرط:

سارے معاملہ کو احتمال اجتہاد کی طرف منسوب کرنا، اور یقین و حسم اور مخالف پر مسلمانوں کی عقلوں میں طعن و تہمت زنی ترک کرنا، یہ اس وقت ہے جب اس میں کوئی ایسی وجہ ہو جو اس احتمال کو رکھتی ہو، اور اس سلسلہ میں کلام کرنے والا اہلیت بھی رکھتا ہو ۔ ضروری بحث کے لوازمات ۔ تا کہ وہ اس کا ادراک کر سکے اور اس میں بحث کرے، کسی معین علت کی بنا پر کسی ایک عالم کو حدیث ضعیف لگتی ہے، لیکن جس نے حدیث قبول کی وہ اس پر تہمت کی زبان استعمال نہ کرے.

لہذا جو شخص ان تین شروط کی مخالفت کرتا اور حدیث کا انکار اور اس کی تکذیب کرنے پر اصرار کرتا ہے تو وہ خطرناک راہ پر ہے، کیونکہ کسی بھی مسلمان کے لیے بغیر کسی شروط و ضوابط کے منہج میں تاویل کرنا جائز نہیں، وگرنہ وہ گناہ اور حرج میں پڑیگا.

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو رد کیا تو وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے " انتہی

اور حسن بن علی بربہاری کہتے ہیں:

" جب تم کسی شخص کو حدیث و اثار میں طعن کرتے سنو، یا پھر وہ آثار کو رد کرتا یا آثار یعنی احادیث کے علاوہ کچھ اور چاہتا ہو تو آپ اس کے اسلام میں تہمت لگا سکتے ہیں، اور آپ اسے بلاشک و شبہ بدعتی اور صاحب ہوی و خواہشات سمجھ سکتے ہیں.

اور جب آپ سنیں کہ کسی شخص کے پاس حدیث آتی ہے تو وہ حدیث نہیں چاہتا بلکہ قرآن چاہتا ہے، تو آپ اس میں شک نہ کریں کہ وہ زندیق ہے، آپ اس کے پاس سے اٹھ جائیں اور اسے چھوڑ دیں " انتہی

دیکھیں: شرح السنۃ (113 ـ 119) اختصار کے ساتھ.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے جو بیان کیا ہے اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، چاہے ہم اس کا

معنی جانتے ہوں یا نہ جانیں؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صادق المصدوق ہیں، اس لیے جو بھی کتاب و سنت میں آیا ہے ہر مومن شخص کے لیے اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، چاہے وہ اس کا معنی نہ بھی سمجھتا ہو" انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (3 / 41).

مزید آپ سوال نمبر (245) اور (9067) اور (20153) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .